بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کی گئی ہر کوشش مستحسن اور قابلِ ستائش ہے۔ چاہے وہ کسی طرف سے بھی کی گئی ہو یا کی جا رہی ہو۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے کوششیں کم ہو رہی ہیں۔ شور اور پروپیگنڈا زیادہ ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں ان لوگوں کو اسلام کے خلاف گفتگو اور اعتراضات کرنے کا موقع مل رہا ہے جو اسلام کو ناقابلِ عمل یا کم از کم اس دور کے لئے ناموزوں خیال کرتے ہیں۔ وہ ملک میں روز بروز بڑھتے ہوئے جرائم، رشوت ستانی، لوٹ مار، خونِ بنی آدم کی ارزانی بے راہ روی اور دیگر مفاسد کی فزونی کو اسلام کے پلّہ میں ڈال کر لوگوں کے اذھان کو مسموم کر رہے ہیں کہ دیگر نظاموں کی طرح اسلام بھی ان مسائل کے حل میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ حالانکہ امرِ واقع یہ ہے کہ ملک میں ابھی اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر خواہ پیش رفت بھی نہیں ہو سکی، جسے اسلامی نظام کی بنیاد قرار دیا جا سکے۔ اس لئے اسلام اور شریعتِ حقّہ کو مطعون کرنا کسی صورت بھی درست نہیں۔ ہاں! اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ فی الفور ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے واقعی اسلام کے نفاذ میں عملی پیش رفت ہو، اور عوام و خواص اس کی برکات سے متمتع ہو سکیں۔ اور انہیں سابقہ ادوار میں اور موجودہ دور میں واضح اور نمایاں فرق نظر آئے۔ وگرنہ پروپیگنڈہ کی حد تک تو ٹھیک، عملاً لوگ اسلام اور اسلامی نظام سے دور اور اسلام دشمنوں کے شور و غوغا کی وجہ سے نفور ہی ہوں گے۔

اور برس ہا برس سے لوگوں کی جنونی وابستگی اور موروثی عقیدت مجروح ہو گی۔ بالکل اسی طرح جس طرح سابقہ دور کے ایک حکمران نے سوشلزم کا نام لے کر اس ملک میں سوشلزم کو بدنام کیا تھا۔ اور وہ تو اچھا ہی ہوا کہ سوشلزم کی لعنت سے قوم متنفر

ہو گئی۔ لیکن اس سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ اگر اخلاص سے سوشلزم کی ترویج اور نفاذ میں کوشش کی جاتی تو بے شمار سادہ لوح اور حقائق ناآشنا لوگ اس کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہو چکے ہوتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سبلے دلی سے اور رائے عام میں عارضی اور سستی مقبولیت کی خاطر ایسے اقدامات نہ کئے جائیں جن سے ملک بھر میں اسلام چاہنے والوں اور اسلامی نظام کے خواہاں لوگوں کی عظیم ترین اکثریت اس نظام کی تاثیر اور اس کے ثمرات سے بھی مایوس ہو بیٹھے۔ کہ دیگر نظاموں کی طرح یہ نظام بھی ان کے درد کا درماں نہیں بن سکتا اور اس سے بھی انہیں دادخواہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہاں ہمیں حضرت عمرؓ فاروق امیر المومنین اور خلیفہ مسلمین کا وہ ارشاد بڑا یاد آتا ہے جو انھوں نے حضرت ابوموسی اشعریؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا لا ینفع تکلم بحق لا نفاذ لہٗ۔ اس حق کے اعلان کا کوئی فائدہ نہیں جسے نافذ نہ کیا جائے۔ اور واقعی اس اعلان کا کیا فائدہ جو تشنۂ تنفید ہی رہے؟

ماسوائے اس کے کہ لوگوں کو گفتگو، نکتہ چینی اور شکوک و شبہات پھیلانے کے مواقع میسر آجائیں۔ بنابریں ہماری مخلصانہ رائے ہے کہ ملک میں دو عملی کا خاتمہ کیا جائے۔ اور اسلام کے نام پر اسلام ہی کو نافذ کیا جائے کہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر سے سوائے مایوسی اور فتنوں کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ نیز اس سے مسائل بڑھنگے مشکلات میں اضافہ ہوگا، کمی نہیں آئے گی۔ اگرچہ عارضی طور پر اس سے گو عارضی اور ناپائیدار فوائد اور مفادات بھی حاصل ہو جاتے گی۔

وما علینا الا البلاغ